بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين ، أَمَّابَعْدُ:

# 018: سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات:9-28)

سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے اللہ تعالی کے اس فرمان پر:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩﴾ (الکهف:9)

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿اَمْ حَسِبْتَ﴾: کیا آپ نے یہ گمان کیا ہے اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ﴾: کہ اصحاب الکھف یعنی غار والے اور رقیم اُس تختی پر جہاں پر ان کا نام رقم کر دیا گیا تھا۔

﴿كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا﴾: ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے۔

اصحاب الکھف کے قصے کی ابتداء اس آیت سے ہو رہی ہے آیت نمبر 9 سے پہلے ایک مقدمہ تھا جو پچھلے درس میں میں نے بیان کیا ہے، اصحاب الکھف کا قصہ کیا ہے میں اس کو مختصر بیان کرتا ہوں قصہ اتنا مختصر ہے کہ دو تین منٹ کا قصہ ہے بس لیکن اتنے خوبصورت اندازِ بیان سے اللہ تعالی نے بیان کیا ہے تفسیر میں چند اہم باتیں بتاؤں گا اور اتنی اس قصے کی اہمیت ہے کہ پوری سورۃ کا نام الکھف رکھ دیا گیا ہے۔

اور اصحاب الکھف کا چرچا تھا اتنا زیادہ لوگ جانتے تھے اس کہانی کو اور مختلف طریقے سے یہ کہانی پہنچائی گئی تھی بہت ساری کمی بیشی تھی اضافے بھی تھے کمی بھی تھی کیونکہ یہ قصہ تورات اور انجیل میں پہلے موجود تھا اور وہ فیبریکیٹڈ (Fabricated) ہوئی تھی اس میں تحریف کر دی گئی تھی تو بہت ساری غلط چیزیں بھی اس میں بیان تھیں تو یہ خبر پہنچی صحابہ کو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال بھی کیا گیا کہ ان کے بارے میں آپ بتائیں جیسا میں پہلے درس میں بیان کر چکا تھا جبکہ اس حدیث میں بھی صحت میں اختلاف ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ یہ قصہ معروف اور مشہور تھا۔

میں پہلے مختصر قصہ بتاتا ہوں پھر تفصیل سے ان شاءاللہ آگے پڑھتے ہیں۔

قصہ یہ ہے کہ ایک قوم جو بنی اسرائیل میں سے تھی ہم سے سابقہ امتوں میں سے اور کہا جاتا ہے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم کا ذکر ہے کہ اس زمانے کے تھے، چند جوان تھے پورے معاشرے میں شرک پھیلا ہوا تھا اُن کے بڑے اُن کے بزرگ سارے مشرک تھے اور بادشاہ بھی ظالم تھا مشرک تھا کافر تھا تو چند جوان جو تھے اللہ تعالی نے اُن کو ہدایت دی اور وہ توحید پر قائم رہے یہ جوان جو ہیں انہوں نے یہ تہیہ کیا ہے کہ ہم نے اپنے بڑوں کی بات نہیں ماننی جس میں نافرمانی ہو اور شرک کا ہم نے کبھی ساتھ نہیں دینا ہم نے رجوع اپنے ربّ کی طرف کرنا ہے اور مدد اللہ تعالی سے مانگنی ہے کہ اللہ تعالی ہمیں ان ظالموں سے نجات عطا فرمائے؛ کیونکہ وہ طاقتور تھے بڑے بھی تھے پھر بادشاہ جو ہے وہ بھی طاقتور تھا اور اُس نے جتنے بھی اہل توحید تھے سب پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا کہ کوئی توحید کا نام نہیں لے گا۔

تو یہ جو چند لوگ تھے ان لوگوں نے ربّ سے دعا مانگی میں اب دعا بتاتا ہوں کہ الفاظ کیا ہیں کہ خاص رحمت کی دعا اللہ تعالیٰ سے ہم پر رحم فرما اور ہم اپنی قوم سے بیزار ہونا چاہتے ہیں بَری ہونا چاہتے ہیں قولاً و فعلاً (سبحان اللہ)۔

(ان سے دوری اختیار کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرما ہم کیا کریں ورنہ ہم ان کے ساتھ رہیں گے تو ہم پر غالب آسکتے ہیں اور دین ہم سے چلا گیا توحید چلی گئی تو پورا خیر ہم سے چلا گیا)۔

تو اللہ تعالیٰ نے یعنی جب وہ اس ماحول اس معاشرے سے نکلے جب اعلان بھی کیا توحید کا اور شرک کی برأت سے اظہار بھی کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی ہے الہام ہوا ہے کہ وہ ایک غار کی طرف چلے گئے وہاں پر اور غار میں پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سلا دیتا ہے اس غار میں 309 سال سوتے رہے اور غار کی ایسی حالت تھی علماء کہتے ہیں کہ اس کی جو اوپننگ (Opening) تھی اس کی جو اینٹرینس (Entrance) تھی جہاں سے داخل ہوا جاتا ہے اس کا رُخ جو تھا شمال مشرق کی طرف تھا اور غار کے اندر جو ہے کھلی جگہ تھی تنگ غار نہیں تھی اور اُن کے ساتھ کتا بھی تھا اس کا ذکر بھی ہے دیکھیں (سبحان اللہ)، اب اتنی عظمت والے ہیں کہ کتے کا ذکر بھی خاص ہوا ہے!

یعنی اس جانور کا جس کا لعاب اگر لگ جائے تو اتنا نجس ہوتا ہے کہ سات مرتبہ مٹی سے دھونا پڑتا ہے اس کتے کا ذکر خیر کیوں ہو رہا ہے؟ کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ جو ساتھی ہیں یہ کون ہیں!

الغرض، تو جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو سلا دیا آنکھیں کھلی ہوئیں وہ سو رہے ہیں اور کتا جو ہے اپنی دونوں ٹانگوں پر کھڑے ہو کر وہ بھی سو گیا اُن کے ساتھ، 309 سال بغیر کھائے بغیر پیے جسم اُن کے سلامت رہے ہیں اور پھر تا کہ جسم کو مٹی نہ کھا جائے ایک ہی جگہ پر رہتے رہتے وہ خراب نہ ہو جائے تو کروٹ لے رہے تھے، تو کروٹ کے دو فائدے ہیں ایک تو اگر کوئی دیکھے بھی سہی تو یہ سمجھے کہ وہ زندہ ہیں جاگ رہے ہیں سو نہیں رہے (حرکت ہو رہی ہے نا)، اور پھر تا کہ جسم اُن کا جو ہے نا سلامت رہے۔

الغرض، پھر اُن کی کرامت میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ایک اولیاء ہیں اُن کی کرامت میں سے ایک کرامت تھی کہ 309 سال وہاں پر رہے، پھر 309 سال کے بعد وہ اٹھتے ہیں اور دیکھتے ہیں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کتنا وقت ہمیں گزرا ہے؟ اختلاف ہوا کوئی کہتا ہے کہ ہمیں نہیں پتہ، کسی نے کہا کہ ایک دن یا ایک دن سے کم اتنی مدت ہو گی (300 سال اور ایک دن یا ایک دن سے کم! سبحان اللہ)، اور 309 سال کوئی بھوک پیاس نہیں اب جب جاگ آئی تو پھر بھوک لگی پھر اپنے کسی کو بھیجتے ہیں کہ جا کر کھانا لے کر آئے اور کھانا جو ہے سب سے پاک دیکھے کہاں سے ملتا ہے وہ لے کر آئے، پھر وہ لے کر آتے ہیں وہ جو درہم ہوتا ہے سکہ جو ہوتا ہے جب وہ چیز خریدنے جاتے ہیں دیکھتے ہیں تو سکہ تو 300 سال پرانا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں کہاں سے آئے ہیں اُن کا پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کون ہیں پھر وہ وفات پا جاتے ہیں لیکن اُن کا ذکر ہمیشہ قرآن مجید میں بھی اس وقت ہم پڑھ رہے ہیں۔

تاریخ تھی کچھ جوانوں کی جو اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء تھے وہ تاریخ مختلف کتابوں میں آئی مختلف اس میں سے چیزیں کم ہوئیں زیادہ ہوئیں اس میں فیبریکیشن (Fabrication) ہوئی قرآن مجید میں اُن کا قصہ جو ہے محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ ہو گیا ہے، مختصر قصہ ہے آئیے دیکھتے ہیں اس قصے کو۔

اللہ تعالیٰ کا اصل مقصد کیا تھا یہ قصہ بیان کرنے کا کہ اُس زمانے میں دیکھیں کہ چند جوان ہیں کوئی بڑا اُن کے ساتھ نہیں ہے اور اُن کا نبی بھی اُن کے ساتھ نہیں ہے (نبی کے اُمتی ہیں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد میں)۔

اور اُس زمانے میں جن کے لیے یہ قرآن نازل ہوا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی مکہ میں کون تھے جوان تھے کیسے تھے، اُن کے لیے کیا خوشخبری ہے کتنی بڑی تسلی ہے اُن کے لیے اُس ظلم و ستم میں آپ غور کریں ذرا ان الفاظوں پر ذرا غور کریں جو اللہ تعالیٰ نے بیان کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹﴾ (الکھف:9)

(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے گمان کیا کہ اصحاب الکھف اور رقیم جو ہیں (غار والے اور جن کا نام رقم کر دیا گیا تختی پر) یہ ہماری آیات میں سے عجیب تھے؟)

یعنی کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بھی عجیب آیات میں سے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے علاوہ بہت سی اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتیں۔

اگر یہ قصہ نہ بھی ہوتا تو کیا اور آیات کم تھیں اللہ تعالیٰ کی؟! آسمانوں کو دیکھیں، زمین کو دیکھیں، اپنی تخلیق کو دیکھیں، کتنی عظمت والا ربّ ہے کتنی شان والا ربّ ہے، تو بہت ساری آیات ہیں اُن میں سے ایک قصہ یہ بھی ہے، قصہ کیا ہے:

﴿اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ﴾ (جب اُن جوانوں نے غار میں پناہ لی) ﴿فَقَالُوْا﴾ (اور انہوں نے کہا)، اب دعا دیکھیں: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً﴾ (اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما (اپنی طرف سے یعنی خاص رحمت کی ہمیں ضرورت ہے)) ﴿وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝۱۰﴾ (اور ہمارے کام میں ہمارے معاملات میں ہمارے لیے درستی فرما اور آسانی مہیا فرما) (الکھف:10)۔

ہمارے جو معاملات ہیں اللہ تعالیٰ سیدھے کر دے مشکل میں ہیں اللہ تعالیٰ تُو ہی آسانی فرما ہمارے تمام معاملات درست فرما؛ یہ خاص دعا تھی اور عظیم دعا ہے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مشکل وقت میں کہ اللہ تعالیٰ تُو رحم فرما، اللہ تعالیٰ تُو آسانی فرما۔

﴿فَضَرَبْنَا عَلٰٓي اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱﴾ (الکھف:11)

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پھر ہم نے اُن کے کانوں پر پردہ ڈال دیا غار میں ﴿فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا﴾ کئی سالوں تک (انہیں سلا دیا))

کانوں پر پردے سے مراد یہ ہے کہ وہ سوتے رہے اور یہ اُن کے لیے کرامت تھی کئی سالوں تک جیسے میں نے عرض کیا ہے۔

﴿ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝۱۲﴾ (الکھف:12)

پھر ہم نے اُنہیں اُٹھایا ﴿ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ﴾ بعث دوبارہ زندگی کو کہتے ہیں اور سونا بھی ایک موت ہی ہوتا ہے تو سونے کے بعد اُٹھنے کو بھی بعث کہا جاتا ہے؛ ﴿ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ﴾ پھر ہم نے اُنہیں اُٹھایا۔

﴿لِنَعْلَمَ﴾: تاکہ ہم جان لیں۔

﴿اَیُّ الْحِزْبَیْنِ﴾: دونوں گروہوں میں سے۔

﴿اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا﴾: کس نے خوب یاد رکھا ہے کہ وہ کتنی مدت غار میں رہے۔

کیونکہ اُن میں آپس میں اختلاف ہوا کہ کتنی مدت تک؟ یہ اختلاف جو تھا دونوں طرف تھا ایک طرف تو اُن کا آپس میں تھا جو غار میں تھے اور پھر باہر والے لوگ بھی جب اُن کو پتہ چلا وہاں بھی آگے قصہ آئے گا کہ کتنی مدت تھی؟ تو اُن میں سے کسی نے کہا میں نہیں جانتا اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں (جیسے آگے ذکر ہوا)، کسی نے کہا کہ ﴿یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ﴾ (الکھف:19)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ﴾ (ہم ٹھیک طریقے سے اُن کا حال بیان کرتے ہیں حق کے ساتھ حال بیان کرتے ہیں) (الکھف:13)۔

یہ جملہ کس لیے ہے؟ کیونکہ بہت ساری میں نے بتایا ہے کہ افواہیں تھیں، یہ قصے اور کہانیاں پہلے سے بھی بہت معروف اور مشہور تھے بہت سارے لوگ کچھ باتیں کر رہے تھے، بنی اسرائیل بھی آپ کو پتہ ہے کہ تورات اور انجیل محرف کتابیں ہیں، جب اُن کا کوئی ذکر آتا تو اس میں تحریف شدہ کی وجہ سے بہت ساری چیزیں شامل کر دی گئی تھیں۔

تو جو صحیح اصل قصہ کیا ہے وہ حق کہاں سے پتہ چلے گا وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے، اب دیکھیں سب سے پہلا تعارف کون ہیں اب ربّ ان پیارے بندوں کا تعارف کر رہا ہے:

﴿اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ﴾ (بیشک وہ جوان تھے (فتی جمع فتیۃ ہے))، کس حال میں تھے؟ ﴿اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ﴾ (اپنے ربّ پر ایمان لائے) ﴿وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴾ (اور ہم نے اُن کو زیادہ ہدایت دی) (الکھف:13)۔

دیکھیں ایمان کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ اُن سے (ایمان دیکھیں جوانوں سے)۔

ایمان کی ابتداء ہم سے ہوتی ہے توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور برکت اور ہدایت میں، خیر اور ہدایت میں جو زیادتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، مزید ہدایت ایمان سے جڑی ہوئی ہے آپ ایک قدم بڑھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف تو اللہ تعالیٰ دو قدم اور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ آپ کے قریب آتا ہے۔

تو پہچان کیا ہے ان کی؟ سب سے پہلا تعارف: ﴿اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ﴾ (وہ جوان تھے) ﴿اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ﴾ (اپنے ربّ پر ایمان لائے) ﴿وَزِدْنٰهُمْ هُدًى﴾ (اور انہیں زیادہ ہدایت دی)۔

اور اس کے ساتھ: ﴿وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ (اور اُن کے دلوں پر گرہ ڈال دی (یعنی مضبوط کیا)) (الکھف:15)۔

دل میں ایمان ہے اب ایمان کی مضبوطی کا وقت آیا ہے کیونکہ معاشرہ پورا مخالف ہے اور یہ اکیلے ہیں چند جوان ہیں، بے بس ہیں لیکن ایمان والے ہیں، جب ربّ پر ایمان کا حق ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت میں بھی اضافہ فرمایا اور ایمان بھی مضبوط کر دیا۔

مومن کو کیا چاہیے مجھے بتائیں؟آزمائش کے وقت کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے؟ جب سب یار دوست اور احباب یار و مددگار سب چھوڑ جاتے ہیں کوئی بھی نہ ہو آپ کے گھر والے آپ کے مخالف ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد کی ہمیشہ ضرورت ہوتی اور خصوصی طور پر ایسے معاملات میں۔

﴿وَّرَبَطۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ﴾: اتنا زیادہ ایمان مضبوط ہوا دل پر اللہ تعالیٰ نے گرہ ڈالی مضبوط کر دیا اور ایمان کو مضبوط کیا۔

﴿اِذۡ قَامُوۡا فَقَالُوۡا﴾: جب اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور یہ کہا اعلان کیا۔

﴿رَبُّنَا﴾: ہمارا ربّ۔

﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ﴾: ہمارا ربّ کون ہے؟ اب اُن کی دعوتِ توحید جب عام ہونی شروع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کہاں سے کوئی نئی باتیں کرتے ہیں یہ؟! کون اِن کا ربّ ہے؟! ہم تو یہ جانتے ہیں کہ یہی جو معبودات ہمارے ہیں یہ بیچ میں کہاں سے آگیا ہے؟!) ﴿رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ﴾: ہمارا ربّ وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے۔

﴿لَنۡ نَّدۡعُوَا۠ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلٰـہًا﴾: ہم اِس ربّ کے سوا کسی اور کو نہ پکاریں گے کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔

اور یہ قاعدہ ہے کہ اگر دعا کا لفظ مطلقاً بیان کیا جائے قرآن مجید میں تو اس کا مطلب ہوتا ہے "عبادت"۔

کیونکہ "اَلدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ" جیسا حدیث میں آیا ہے، تو جب اطلاق ہو دعا کے لفظ کا قرآن مجید میں تو اس کا اصل مقصد صرف دعا نہیں ہوتا دعا کے ساتھ ساتھ تمام عبادات اس لفظ میں شامل ہیں۔

﴿لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾﴾: تو یقیناً اگر ہم شرک سے برأت کا اظہار نہیں کریں گے اور یہ اعلان نہیں کریں گے کہ ہم اپنے ربّ کے سوا جو زمین اور آسمان کا مالک ہے اور جو خالق ہے جو ہمارا سچا ربّ ہے ہم اُس کے سوا کسی کو نہیں پکاریں گے کسی کی عبادت نہیں کریں گے اگر ہم ایسا نہیں کریں گے: ﴿لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا﴾: تو ہماری جو باتیں ہیں جو بھی ہیں وہ سب بے سود باتیں ہیں اور ساری کی ساری باتیں جو ہیں جن میں شرک ہو یا جس میں توحید نہ ہو وہ سارے کی سارے غلط فیصلے ہیں غلط باتیں ہیں۔

"شطط" قولی ظلم کو کہتے ہیں، ایک لفظ ظلم ہے ناور اکثر میں فعل کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ قول میں بھی ظلم ہوتا ہے لیکن شطط جو ہے اس میں غلط فیصلہ غلط بات بے سود بات سب اس ایک لفظ میں شامل ہے، تمہارا قول جو ہے: ﴿لَّقَدۡ قُلۡنَاۤ اِذًا شَطَطًا﴾۔

﴿ ہٰۤؤُلَآءِ قَوۡمُنَا﴾ (الکھف:15): یہ تو اعلان لوگوں کے لیے کیا پھر آپس میں بھی اُن لوگوں نے کچھ باتیں کی آپس میں کیا باتیں کی ہیں؟ ﴿ ہٰۤؤُلَآءِ﴾ (یہ ہے) ﴿قَوۡمُنَا﴾ (ہماری قوم)۔

﴿اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِـہَۃً﴾: ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں (مختلف معبود ﴿اٰلِـہَۃً﴾)۔

﴿لَوۡ لَا یَاۡتُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ بِسُلۡطٰنٍۭ بَیِّنٍ﴾: اُن پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟

﴿بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ﴾: یعنی واضح کوئی دلیل کوئی واضح برہان ہو کہ یہ بھی سچے معبود ہیں! ہم نے تو بتایا ہے کہ ہمارا ربّ جو ہے وہ آسمان اور زمین کا ربّ ہے وہی ایک سچا معبود ہے تو یہ جو جن کو یہ پوجتے ہیں عبادت کرتے ہیں جن کی یہ بھی ہمیں کوئی دلیل دکھائیں کوئی ثبوت دیں کہ یہ کیسے اِن کے سچے معبود ہو سکتے ہیں؟! یہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں یہ؟!

جبکہ اُن کی قوم کے پاس سوائے اس کے کہ ہمارے باپ دادوں نے کیا اور یہی جو خرافات تھیں قصے کہانیاں تھے کچھ بھی نہیں تھا کوئی ثبوت نہیں تھا اس لیے انہوں نے کیا کہا؟ ﴿لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ﴾: کوئی واضح سلطان کوئی دلیل لے کر آئیں تاکہ ہم بھی تو قبول کریں نا! جب دلیل نہیں ہے تو پھر یہ سارے کے سارے کام جو کر رہے ہیں وہ غلط ہیں۔

جو صحیح بات ہوتی ہے ناجو صحیح فعل ہوتا ہے وہ دلیل کی روشنی میں ہوتا ہے ہم نے جو بات کی ہے توحید کی ہم نے ثبوت بھی پیش کیا ہے کہ جس ربّ نے پیدا کیا ہے آسمان اور زمین کو ہمیں بھی پیدا کیا ہے عبادت کا وہی مستحق ہے نا یہ تمہارے معبودات ہیں کیا ان لوگوں نے تمہیں پیدا کیا ہے؟! یا ان معبودات نے تمہیں پیدا کیا ہے؟! زمین اور آسمان کو پیدا کیا ہے؟! نہیں کیا ہے تو معبود کیسے ہیں ہو سکتے ہیں؟! نہیں ہیں! اچھا کوئی ثبوت دیں کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟ کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جب ثبوت نہیں ہے فرمایا: ﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۵﴾: بس اُس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے؟! (تم جھوٹے ہو جھوٹی بات کرتے ہو!)۔

شرک جھوٹ پر قائم ہے پتہ ہے؟! سارے کا سارا شرک جھوٹ پر قائم ہے کیوں؟ کیونکہ کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔

مشرک کے پاس کیا دلیل ہے کہ لات اور عزیٰ بھی معبودات ہیں؟

کیا دلیل ہے اس کے پاس کیا لات اور عزیٰ نے پیدا کیا ہے ان کو؟! کیا وہ ربّ ہیں جن کو وہ پوجتے ہیں یا عبادت کرتے ہیں؟! کس رب نے حکم دیا کہ آپ ان کی عبادت کریں؟ کیا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی عبادت کی جاتی ہے کیا اولیاء کی عبادت کی جاتی ہے؟! کوئی دلیل ہے کوئی برہان ہے؟!

یہ اُس زمانے میں بھی تھا بعد میں آنے والے زمانے میں بھی ہوا ہمارے زمانے میں بھی یہ سوال ہے ہر زمانے میں یہ سوال ہے کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ پوجتے ہو اور عبادت کرتے ہو اس کی کوئی دلیل ہے تمہارے پاس؟!

عبادت محض اللہ تعالیٰ کا حق ہے یہ عبادت جب آپ کسی اور کو صرف کرتے ہیں کسی اور کے لیے عبادت کرتے ہیں تو آپ کے پاس دلیل ہونی چاہیے، نہیں ہے تو پھر شرک ہے اور جو بھی تم باتیں کرتے ہو اور شرک جو تم کرتے ہو سب جھوٹ ہے جھوٹ کی بنیاد پر ہے! اور اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے کہ جو جھوٹ کی بنیاد پر ربّ کی عبادت کرے!

شرک جھوٹ کی بنیاد پر عبادت ہے نا؟! دیکھیں مشرک بھی عبادت کرتا ہے مومن بھی عبادت کرتا ہے موحد بھی کرتا ہے فرق کیا ہے:

(ا) مومن توحید کی اساس پر عبادت کرتا ہے دلیل کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

(۲) مشرک اپنے ربّ کی عبادت کرتا ہے اور ساتھ کسی اور کو بھی شریک کر دیتا ہے تو ایسی صورت میں کوئی دلیل نہیں ہے کوئی برہان نہیں ہے اور سب سے بڑا جھوٹ ہے سب سے بڑے ظالم یہ لوگ ہیں جو شرک کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَاِذِ اعۡتَزَلۡتُمُوۡهُمۡ وَمَا يَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ (اور جب تم نے اُن سے اور جن کی اللہ تعالی کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اُن سے کنارہ کر لیا اور اُن سے بری ہو گئے) (الکھف:16)۔

اعتزال کہتے ہیں بَری ہونے کو قولاً اور فعلاً۔

اعتزال کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ نے اُن سے برأت کا اظہار کیا ہے، نہیں! اعتزال کہتے ہیں کہ آپ نے زبان سے بھی علیحدگی اختیار کی ہے اور فعلاً بھی فزیکل بھی آپ اُن سے علیحدہ ہو گئے اُن سے جو آپ کی قوم تھی اور اُن کے معبودات اور اُن کے شرک سے بھی آپ نے بیزاری کا اعلان کیا اور اُن سے دور ہو گئے۔

﴿فَاۡوٗۤا اِلَى الۡكَهۡفِ﴾: پس تم کہف کی طرف غار کی طرف چلے جاؤ۔

﴿يَنۡشُرۡ لَـكُمۡ رَبُّكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ﴾: تمہارا ربّ تمہارے لیے اپنی رحمت سے رحمت پھیلا دے گا۔

﴿وَيُهَيِّئۡ لَـكُمۡ مِّنۡ اَمۡرِكُمۡ مِّرۡفَقًا ۝١٦﴾: اور تمہارے کام میں تمہارے لیے آسانی مہیا کرے گا (سبحان اللہ)۔

اب اللہ تعالی کا حکم یہ آیا ہے کہ جب تم الگ بھی ہو گئے ہو ان سے، دل میں پہلے ارادہ کیا زبان سے اظہار کیا ربّ سے دعا مانگی اور ان کو بھی اعلان کر دیا اور ان سے علیحدہ ہو گئے اب شرک سے اور اہل شرک سے برأت فرض ہے، علیحدگی حاصل کرنا فرض ہے ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ﴾ استطاعت کی بنیاد پر (التغابن:16)۔

پھر حکم کیا ہے؟

﴿فَاۡوٗۤا اِلَى الۡكَهۡفِ﴾: چلو غار کی طرف؛ غار ہمیشہ کیا ہوتی ہے؟ تنگ ہوتی ہے نا غار تو غار ہی ہوتی ہے نا۔

ساتھ دیکھیں انہوں نے ربّ سے کیا دعا مانگی شروع میں؟ اپنی خاص رحمت ہم پر نازل فرما اور ہمارا معاملہ درست فرما یہی فرمایا نا یہی دعا کی تھی؛ اس دعا کا جواب دیکھیں آپ جب کہف کا ذکر آیا تاکہ یہ نہ محسوس ہو کہ وہاں پر تنگی ہو: ﴿يَنۡشُرۡ لَـكُمۡ رَبُّكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ﴾: اللہ تعالی تمہارے لیے اپنی رحمت کو پھیلا دے گا۔

ارے تنگ غار میں رحمت پھیلے گی کیا؟! جی ہاں! جب اللہ کی رحمت آتی ہے پھر تنگی بھی دور ہو جاتی ہے، جتنی بھی تنگی چاہے دل میں ہے چاہے جگہ میں ہے چاہے معاشرے میں ہے چاہے کسی جہاں کی کسی جگہ پر بھی ہے اللہ کی قسم! جب اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے خاص رحمت خاص بندوں کے لیے نازل ہوتی ہے تو ہر تنگی ختم ہو جاتی ہے ہر تنگی کشادگی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

نشر کہتے ہیں پھیلانے کو ﴿يَنۡشُرۡ﴾۔

﴿لَكُمْ رَبُّكُمْ﴾: تمہارا ربّ جو تمہارے خالق ہے مالک ہے تدبیر کرنے والا ہے نفع ونقصان کا مالک ہے مشکل کشا ہے حاجت روا ہے تمہاری ہر حاجت کو پورا کرے گا اور تمہارے ہر نقصان کو دور کرے گا اور تمہارے لیے ہر خیر کو پھیلا دے گا؛ ایک لفظ رحمت میں یہ سب شامل ہے۔

﴿فَأْوُا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ﴾: تو تمہارے لیے خاص ہے۔

﴿رَبُّكُمْ﴾: تمہارا ربّ۔

﴿مِّنْ رَّحْمَتِهِ﴾: اپنی رحمت میں سے۔

﴿وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ أَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا﴾: اور تمہارے لیے تمام سہولیات مہیا کرے گا۔

کہف میں کیا سہولیات ہیں؟! کھانا پینا کہاں سے آئے گا یہی سوچتا ہے نا! اب غار میں جا رہے ہیں معاشرے سے کنارہ کشی کر لی ہے علیحدگی اختیار کر لی ہے کھائیں گے کیسے؟ پیئں گے کیسے؟ لباس کیسے ہوگا؟ ہم باہر جائیں گے کیا ہوگا؟ کوئی اندر آئے گا تو پھر وہ کیا کریں گے پتہ چلے گا؟ ختم ایک ہی جملے میں! ﴿وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ أَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا﴾: تمہارے تمام معاملات جن کا تم نے ابھی سوال کیا ہے دعا میں کہ اللہ تعالیٰ درست فرما دے درست ہو گئے ہیں بات ہی ختم ہے!

یہ وعدہ کون کر رہا ہے؟ ربّ کریم کا وعدہ ہے کہ غار میں جاؤ تمہارے لیے ساری کی ساری سہولیات (ہوتا ہے نا فائیو اسٹار ہوٹل میں کیا مل سکتا ہے) اُس سے بڑھ کر اللہ نے دیا ہے؛ وہ کیسے ایک غار میں؟ اچھا غار دیکھیں کیسی ہے اور پھر دیکھیں جب اللہ کا حکم آتا ہے تو دنیا میں تبدیلی کیسے آتی ہے۔

﴿وَتَرَى الشَّمْسَ﴾ (آپ دیکھتے ہیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سورج کو) (الکھف:17)۔

﴿إِذَا طَلَعَتْ﴾: جب سورج کا طلوع ہوتا ہے نکلتا ہے مشرق سے۔

﴿تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ﴾: جب سورج نکلتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ غار سے دائیں جانب مائل ہو جاتا ہے۔

ارے سورج کی اپنی چال ہے ایسا ہے نا؟! ایک سمت ہے اس نے ویسے جانا ہے اب اللہ تعالیٰ کا خاص حکم ہے کہ ان کو پریشان نہیں کرنا یہ میری رحمت کے سائے میں ہیں میری خاص رحمت ہے اِن پر؛ اب سورج جب غار کی طرف آتا ہے نا جب غار کا مرکز شمال مشرق کی طرف علماء کیوں کہتے ہیں؟ مشرق سے سورج نکلتا ہے جب غار کی طرف آتا ہے تو تھوڑا دائیں طرف مائل ہو جاتا ہے سورج تاکہ سورج کی جو گرمی ہے روشنی ہے ان کو پریشان نہ کرے، اللہ نے سورج کو حکم دیا ہے کہ میرے پیاروں کو پریشان نہیں کرنا! سورج بھی اللہ کے حکم کے تابع آ جاتا ہے اور اپنی جگہ سے ہل جاتا ہے یوں جاتے جاتے تھوڑا ہٹتا ہے پھر جاتا ہے۔

اچھا مغرب کی طرف کیا ہوتا ہے پھر؟ ﴿وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾: اور جب سورج ڈھل جاتا ہے تو ان کی بائیں طرف جو سورج ہے وہ ہٹ جاتا ہے۔

﴿وَهُمۡ فِیۡ فَجۡوَةٍ مِّنۡهُ﴾: اور وہ غار کی کھلی جگہ میں ہیں۔

فجوۃ کہتے ہیں کھلی جگہ کو، غار کی اینٹرنس (Entrance) سے پھر اندر غار بہت کھلا غار ہے؛ یعنی اُن کو ہوا کی کمی نہیں ہے کیونکہ غار میں عام طور پر آکسیجن کم ہو جاتی ہے نا ہوا کی کمی ہوتی ہے نا، نہیں! وہ بہت زیادہ ہے کیونکہ اندر سے غار بہت کھلا ہے کھلی جگہ ہے غار کی۔

﴿ذٰلِكَ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ﴾: یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ہے۔

اصل بات یہ ہے: ﴿مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ﴾: جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے وہ ہدایت یافتہ ہے۔

﴿وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ﴾: اور جو گمراہی کرتا ہے۔

﴿فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا ۝١٧﴾: تو آپ ہر گز اُن کے لیے کوئی رفیق یا کوئی ساتھی سیدھی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے (کوئی دوست کوئی سیدھی راہ دکھانے والا ہر گز نہیں اُن لوگوں کے لیے جو گمراہی کا راستہ اختیار کرتے ہیں)۔

اصحاب الکھف کہف میں چلے گئے سو گئے، ہدایت یافتہ تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ہدایت کا راستہ آسان کر دیا اور پھر جو سن رہے ہیں جو گمراہی پر قائم ہیں اُس زمانے میں اور جب قرآن نازل ہوا اُس زمانے میں ابو جہل بھی سن رہا ہے ابو لہب بھی سن رہا ہے اور صحابہ بھی سن رہے ہیں جن پر ظلم و ستم کر رہے تھے مشرکین سارے تو جو گمراہی کا راستہ اختیار کر لیتا ہے نا پھر اسے کوئی راہ راست پر نہیں لے کر آ سکتا چاہے سب سے بڑا دوست ہی کیوں نہ ہو اور سب سے بڑا اثر رسوخ والا کیوں نہ ہو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

پھر اُن کی حالت کیسی تھی غار کے اندر؟

﴿وَتَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا وَّهُمۡ رُقُوۡدٌ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ انہیں بیدار سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سوئے ہیں)(الکھف:18)۔

﴿وَتَحۡسَبُهُمۡ اَيۡقَاظًا﴾: ﴿اَيۡقَاظًا﴾: یعنی بیدار (یقظان کہتے ہیں بیداری کی حالت کو انسان جاگ رہا ہو) ﴿وَّهُمۡ رُقُوۡدٌ﴾: اور حقیقت میں وہ سو رہے ہیں۔

دیکھنے والا جب دیکھتا تھا اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں کروٹ بھی لے رہے تھے تو گویا کہ وہ بیدار ہیں سو تو نہیں رہے، سوئے ہوئے شخص کی آنکھیں بند ہوتی ہیں وہ حرکت نہیں کرتا نا! اُن کی کیا حالت تھی؟ گویا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ بیدار ہیں، ﴿وَّهُمۡ رُقُوۡدٌ﴾: حقیقت میں وہ سوئے ہوئے ہیں۔

﴿وَّنُقَلِّبُهُمۡ ذَاتَ الۡيَمِيۡنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ﴾: ہم دائیں بائیں اُن کو کروٹ بھی دیتے ہیں (یہ ان کی حالت تھی، سبحان اللہ)۔

﴿وَكَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ بِالۡوَصِيۡدِ﴾: اُن کا کتا جو ہے وہ اپنے ﴿ذِرَاعَيۡهِ﴾ دونوں بازو جو ہیں دہلیز پر اٹھائے ہوئے ہے۔

﴿لَوِ اطَّلَعۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ اُن کو دیکھ لیتے۔

﴿لَوَلَّيۡتَ مِنۡهُمۡ فِرَارًا﴾: تو آپ اُن کو دیکھ کر فرار ہو جاتے۔

﴿وَلَمُلِئۡتَ مِنۡهُمۡ رُعۡبًا ﴿١٨﴾﴾:اور آپ اُن سے دہشت میں بھر جاتے(رعب، سبحان اللہ)۔

اب اللہ تعالیٰ نے اُن کو پروٹیکٹ(Protect) کرنا ہے، حمایت دیکھیں اللہ تعالیٰ کی کہ اگر کوئی وہاں سے گزر کر آکر دیکھ بھی لیتا تو اس قابل نہ رہتا کہ جا کر خبر دیتا قوم کو کہ یہاں پر کسی چیز کو میں نے دیکھا ہے! اتنا رعب ہوتا کہ دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا!

میرا ایمان ہے کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے مطلقاً؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛ اللہ تعالیٰ سب سے بہادر بندے کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اگر آپ دیکھ لیتے تو زیادہ رعب ہوتا آپ کا دل بھر جاتا رعب سے اور آپ فرار ہو جاتے۔

تو کسی اور کیا حالت ہوتی؟! جتنا بڑا بہادر بھی دنیا کا آجائے جو کہتے ہیں نانڈر ایسا کہتے ہیں نا کہ جو ڈرتا ورتا نہیں ہے ایسا اپنی آنکھوں سے ایک سین دیکھ لیتے ایسے دوڑتے کہ دماغ بھی کام نہ کرتا کہ اُس نے دیکھا کیا ہے!

یہ کس لیے پتہ ہے پیغام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کرنی ہے نا وعدہ کیا ہے نا اب 309 سال تک کوئی یہاں پر آکر پہنچ نہیں سکتا کوئی خبر بھی نہیں دے سکتا یہ رعب کی حالت ہے!(سبحان اللہ)۔

﴿وَكَذٰلِكَ﴾ (اور اسی طریقے سے)﴿ بَعَثۡنٰهُمۡ ﴾ (ہم نے ان کو اُٹھایا (اب "بعث" اب اٹھایا، جو نیند پوری ہوئی))﴿لِيَتَسَآءَلُوۡا بَيۡنَهُمۡ﴾ (تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں سوال کریں)﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ ﴾ (اُن میں سے ایک نے کہا(اب اٹھ گئے ہیں غار میں))﴿كَمۡ لَبِثۡتُمۡ﴾ (کتنا وقت گزرا ہے اس غار میں ہمارا)﴿ قَالُوۡا ﴾ (اُن لوگوں نے کہا)﴿لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ ﴾ (ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ہم رہے ہوں گے)﴿ قَالُوۡا ﴾ (ان لوگوں نے کہا)﴿رَبُّكُمۡ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثۡتُمۡ﴾ (تمہارا ربّ بہتر جانتا ہے کہ تم لوگوں نے کتنا عرصہ گزارا ہے)﴿فَابۡعَثُوۡۤا اَحَدَكُمۡ بِوَرِقِكُمۡ هٰذِهٖۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ﴾ (تم میں سے ایک شخص کو بھیجو شہر کی طرف اپنے اس سکے کو دے کر جو چاندی کا سکہ تھا ان کے پاس (ورق کہتے ہیں چاندی کو یا ساتھ سکہ جو ہے))(الکھف:19)۔

کیوں؟﴿فَلۡيَنۡظُرۡ اَيُّهَاۤ اَزۡكٰى طَعَامًا فَلۡيَاۡتِكُمۡ بِرِزۡقٍ مِّنۡهُ﴾ (بس وہ دیکھ لے کہ سب سے زیادہ پاک کھانا کون سا ہے اور وہ کھانا وہ رزق تمہارے لیے لے کر آئے)۔

غور کریں ذرا کہ طعام زکی اور﴿ اَزۡكٰى طَعَامًا﴾ میں کیا فرق ہے؟ ایک ہے پاک کھانا ایک ہے سب سے پاک کھانا، جو اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہوتے ہیں نا وہ ہمیشہ پاک بھی رہتے ہیں دل بھی پاک ہے توحید سے دل پاک ہوا نا اب وہ اُن کا رہن سہن سارا پاکیزگی پر قائم ہے۔

قول کتنا پیارا ہے! ادب دیکھیں اخلاق دیکھیں بھوک لگی کھانے کے لیے کیا کہا؟ صرف کھانا نہیں لے کر آنا ایک ہے کھانا ایک ہے پاک کھانا ایک ہے سب سے اچھا اور سب سے پاک کھانا؛ اور لینا بھی کس سے ہے؟ اس شخص سے لینا ہے جس کی ظاہر اُصلاح ہو اچھا کھانا وہ ہوگا جو ہیرا پھیری سے کام نہ لے، یہ سب چیزیں﴿ اَزۡكٰى طَعَامًا﴾ میں شامل ہیں (سبحان اللہ)، وہ کھانا لے کر آئے۔

﴿وَلۡيَتَلَطَّفۡ﴾:اور نرمی کرے اور خفیہ طریقے سے جائے۔

مطلب؟ کیونکہ ہم چھپے ہوئے ہیں لوگ ہماری تلاش میں ہیں پتہ چلے گا تو جو سارا ایک دن یا ایک دن سے کم ہم سوتے رہے ہیں یہاں پر اُن کو پتہ چلے گا پھر ہماری تو خیر نہیں ہے!

﴿وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ⁽١٩⁾﴾: بعض نسخوں میں ﴿وَلْيَتَلَطَّفْ﴾ کا جو لفظ ہے بولڈ ہے کیوں بولڈ ہے کوئی جانتا ہے؟ یہ پورے قرآن مجید کا سینٹر (Center) ہے، بعض قرآن کے نسخوں میں اسے بولڈ کیا گیا ہے صرف یہ بتانے کے لیے کہ یہ قرآن مجید کا درمیان ہے۔

اور کچھ لوگ کوئز (Quiz) میں پوچھتے ہیں کہ وہ کون سا حرف ہے جو قرآن مجید کے درمیان میں ہے؟ یہ لفظ ہے حرف نہیں ہے ﴿وَلْيَتَلَطَّفْ﴾ یہ کلمہ ہے لفظ ہے میں حرف کی بات کر رہا ہوں؟ دیکھیں لام ہے، بیچ والا لام جو ہے نا طاء کے اوپر کیا ہے؟ شدّ ہے۔

دو طاء اور ایک فاء اور اس سے پہلے تاء یاء اور لام ہے؛ لا یاء تاء تین، طاء طاء فاء تین، درمیان میں لام ہے ٹوٹل کتنے ہیں؟ تین اور تین چھ اور ایک سات۔ سات میں درمیان میں کون سا حرف ہے؟ لام کا ہے۔

تو اسے کہا جاتا ہے کوئز (Quiz) میں مجھے اس لیے یاد آ گیا کہ جب میں تقریباً کلاس الیون (11) میں تھا غالباً تو تحفیظ میں تھا تو اس وقت کسی نے یہ سوال کیا کہ قرآن مجید کا سب سے درمیان والا حرف کون سا ہے؟ تب تو پتہ نہیں تھا مجھے بعد میں پتہ چلا کہ یہ حرف ہے؛ کہاں سے لیا تھا ان لوگوں نے حرف؟ اس لفظ سے لیا۔

تو بعد میں دیکھا کہ بعض نسخوں میں یہ ریڈ (Red) ہے اور بعض نسخوں میں اسے بولڈ کیا گیا ہے صرف یہ بتانے کے لیے کہ یہ جو لفظ ہے قرآن مجید کے درمیان میں ہے یاد رکھنا بھی آسان ہے۔

﴿وَ﴾ تو حرف عطف ہے اصل ﴿لْيَتَلَطَّفْ﴾: الغرض، ویسے میں کہہ رہا ہوں بیچ میں بات آ گئی تھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تاء ہو یا لام ہو لیکن ویسے کوئز (Quiz) میں بتاتے ہیں اور میں وجہ بتا رہا ہوں کہ بعض نسخوں میں یہ بولڈ کیوں ہے اس لیے بتا رہا ہوں یہ اصل وجہ ہے کہ قرآن مجید کا جو درمیانی لفظ ہے وہ یہ لفظ ہے۔

﴿وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ⁽١٩⁾﴾: اور وہ نرمی اور خفیہ طریقے سے جائے کہ کسی کو خبر نہ ہو۔

وجہ کیا ہے؟ ﴿اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ﴾ (بے شک اگر وہ تمہاری خبر پالیں گے اور تم پر غالب ہو جائیں گے) ﴿يَرْجُمُوْكُمْ﴾ (یا تمہیں پتھر مار کر ہلاک کر دیں گے سنگسار کر دیں گے) ﴿اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ﴾ (یا وہ تمہاری ملت میں واپس (شرک میں) لوٹا دیں گے) ﴿وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ⁽٢٠⁾﴾ (تو تب اس صورت میں تم کبھی ہر گز فلاح پانے والے نہ ہو گے) (الکھف:20)۔

دیکھیں ہلاک کے ساتھ رجم کے ساتھ فلاح کی نفی نہیں ہوئی کس کے ساتھ ہوئی ہے؟ شرک کے ساتھ کہ جب ملت میں تمہیں ملا دیں گے۔

دیکھیں مر تو ویسے ہی جانا ہے پتھر مار مار کر ماریں گے توحید پر مریں گے تو اس میں فلاح کا خاتمہ کبھی نہیں ہو گا لیکن اگر وہ تم پر غالب آ گئے اور تمہیں واپس شرک میں دھکیل دیں تب تو کبھی فلاح پانے والے نہیں ہو گے! تو فلاح کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا ہے دین کے ساتھ توحید کے ساتھ، دنیا

کے ساتھ فلاح کو نہیں جوڑا دنیا ہاتھ میں آئے نہ آئے آپ فلاح پا سکتے ہیں لیکن ایک دفعہ دین ہاتھ سے چلا گیا آپ کبھی فلاح نہیں پا سکتے! اور دین سے مراد دین کی اساس توحید ہے۔

﴿ وَ كَذٰلِكَ اَعۡثَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ ﴾ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اسی طرح ہم نے اُن لوگوں پر خبردار کیا(﴿ اَعۡثَرۡنَا ﴾ کہ لوگوں کو پتہ چل گیا وہ کہاں پر ہیں))﴿ لِيَعۡلَمُوۡۤا ﴾ (تاکہ وہ جان لیں)﴿ اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے)﴿ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيۡبَ فِيۡهَاۚ ﴾ (اور یہ کہ قیامت میں بھی کوئی شک نہیں ہے قیامت بھی حق ہے)﴿ اِذۡ يَتَنَازَعُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ اَمۡرَهُمۡ ﴾ (کہ جب وہ اُن کے معاملے میں آپس میں جھگڑتے تھے)﴿ فَقَالُوا ﴾ (تو اُن لوگوں نے کہا)﴿ ابۡنُوۡا عَلَيۡهِمۡ بُنۡيَانًا ﴾ (اُن پر ایک عمارت بناؤ)﴿ رَبُّهُمۡ اَعۡلَمُ بِهِمۡ ﴾ (اُن کا ربّ اُنہیں خوب جانتا ہے)﴿ قَالَ الَّذِيۡنَ غَلَبُوۡا عَلٰٓى اَمۡرِهِمۡ لَنَـتَّخِذَنَّ عَلَيۡهِمۡ مَّسۡجِدًا ۝٢١ ﴾ (وہ لوگ جو اُن پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم ضرور اُن پر مسجد یا عبادت گاہ بنائیں گے)(الکھف:21)۔

لوگ ان کے تعلق سے دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔

دیکھیں اب یہ اس کی تفصیل نہیں ہے کہ جب دوبارہ اٹھے تو ان لوگوں نے کیا کیا؟ کیسے؟ بس یہ پتہ چلا ہے کہ وہ کہاں پر ہیں اور پھر وفات پا گئے، اصل مقصد ہے اس قصے میں:

(۱) جو توحید پر اُن کی زندگی گزری ہے کیسے ثابت قدم رہے ہیں۔

(۲) ربّ سے کیا دعا کی ہے۔

(۳) ربّ نے کیسے دنیا کے نقشے کو بدل دیا نا! اب غار کیسے کشادہ ہوئی، کیسے بغیر کھائے پیے ان کے لیے خاص کرامت تھی جیسے آگے ذکر ہو گا کہ 309 سال کیسے وہاں پر رہے لمبے عرصے تک۔

(۴) اور پھر جب اٹھے تو انہوں نے کیا کہا (پاکیزگی پھر بھی باقی ہے، سبحان اللہ)۔

پھر جب لوگوں کو پتہ چلا اس کے بعد میں اب وہ ہلاک ہو گئے وفات پا گئے جو بھی ہوا اُس کا ذکر نہیں ہے اب ذکر کس چیز کا ہے؟

کہ اب اُن کی وفات کے بعد لوگوں نے کیا کیا ہے تو لوگ دو حصوں میں تقسیم ہوئے ایک جاہل تھے ایک کچھ سمجھ والے تھے کیونکہ وہ بادشاہ تو مر چکا تھا 300 سال گزر چکے تھے اب وہ بادشاہ ختم ہوا بعد میں بادشاہ جو ہوا اس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی کچھ اہل ایمان بھی تھے کچھ اہل بدعت بھی تھے کچھ اہل شرک بھی تھے:

(۱) تو اہل بدعت جو تھے جو اس وقت حاکم تھا وہ اہل بدعت میں سے تھا تو جو سمجھ والے تھے ان لوگوں نے کہا کہ یہ غار ہے اور یہاں پر اُن کے نام بھی تختی پر لکھ دیئے گئے ہیں کہ کون سے لوگ تھے تاکہ پتہ چلے اب ان کے معاملے میں کیا کرنا ہے وہ تو مر گئے ہیں؟ تو جو سمجھ والے لوگ تھے انہوں نے کہا کہ یہاں پر ایک دیوار بنا دیتے ہیں (عمارت) اور یہ تختی ان کے نام کی ہے یہاں پر تو پتہ چلے گا کہ یہ لوگ جو ہیں کس زمانے میں گزرے تھے اچھے لوگ تھے اور نیک اور صالح تھے اللہ تعالیٰ کے اولیاء تھے یہ کافی ہے۔

(۲)توجو غالب تھے ان لوگوں پر ان لوگوں نے کہا، نہیں! یہاں پر عبادت گاہ تعمیر کردیتے ہیں تاکہ اُن کاذکر ہمیشہ رہے۔

یہاں پر جن لوگوں نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ قبروں پر مساجد بنانا جائز ہے اور یہ آیت پیش کرتے ہیں تو وہ غلطی پر ہیں کیونکہ آیت میں کیا ہے؟﴿ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ﴾ (ان لوگوں نے کہا جو لوگ غالب ہوئے اُن پر)۔ تو غلبہ اُن کے پاس تھا جیسا کہ آج دیکھیں مزارات قائم ہیں غلبہ حکومت کے پاس ہے کرتے ہیں مزارات بناتے ہیں کیا وہ حق ہے؟! کیا صحیح ہے؟! شرک ہے شرک عام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڬ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝ۧ﴾ (الکھف:22)

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: عنقریب لوگ کہیں گے کہ تین تھے چوتھا اُن کا کتا تھا، اور کچھ کہیں گے کہ پانچ تھے اور چھٹا اُن کا کتا تھا اُن کے ساتھ ﴿رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ﴾ اور یہ صرف پھینکنے والی غلط باتیں ہیں۔

﴿وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ﴾: اور کچھ لوگوں نے کہا کہ سات ہیں آٹھواں اُن کا کتا ہے۔

﴿قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ﴾: کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اُن کی کتنی تعداد تھی۔

﴿مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ﴾: بہت کم ہیں جو سچ جانتے ہیں کہ وہ کتنے تھے۔

اور سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کتنے تھے؛ کتنے تھے؟ سات تھے آٹھواں اُن کا کتا تھا۔

کیونکہ دیکھیں ﴿رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ﴾ تین اور چار کے ساتھ آیا ہے سات اور آٹھ کے ساتھ ﴿رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ﴾ کا لفظ نہیں ہے تو مطلب کیا ہے؟ ایک ہنٹ (Hint) کہ کتنی تعداد تھی، بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

﴿ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا﴾: اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بس آپ سرسری بحث کے سوا اُن کے بارے میں مت کسی سے جھگڑیں مت بات کریں، (﴿مِرَاۗءً ظَاهِرًا﴾: جو بتایا ہے یہ کافی ہے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بہت سارے لوگوں نے بہت ساری چیزیں مکس کی ہوئی ہیں اور بہت سی غلط بیانیاں بھی ہوئی ہیں)۔

﴿وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝ۧ﴾: اور نہ پوچھو اُن کے بارے میں کسی اور سے (کیوں؟ کیونکہ بہت ساری ملاوٹیں ہوئی ہیں کچھ اور خبریں بھی ساتھ مکس کر دیں گے)۔

یعنی جو بتایا گیا ہے اسی پر اکتفاء کریں یہ اُن کا مختصر قصہ ہے یہ باتیں اُن کے تعلق سے کافی ہیں اصل بات اُن کی تعداد میں نہیں ہے اصل بات یہ نہیں ہے کہ وہ کس زمانے میں تھے، اصل بات یہ نہیں ہے کہ وہ کیسے تھے ان کے کیا قد تھے کیا شکل تھی کیا رنگ تھا، چھوڑیں! اصل بات یہ

ہے کہ وہ لوگ اُن کی اصل کوالٹی (Quality) کیا تھی، خصوصیت کیا تھی، وہ کس چیز پر قائم تھے، کیا یہ کوالٹی (Quality) یہ خصوصیت یہ پیاری خصلتیں کسی اور میں ہو سکتی ہیں بعد میں کہ نہیں؟ اور صحابہ جو سن رہے تھے وہ کیا دیکھ رہے تھے اپنے آپ کو؟ یہ ساری خصلتیں اُن میں تھیں کہ نہیں؟

یعنی یہ پیغام ہے تسلی ہے کہ جب سیدنا بلال کو گھسیٹا جا رہا ہے، سیدنا عمار بن یاسر کے گھرانے پر ظلم و ستم کیا جا رہا ہے، سیدنا خبیب پر ظلم و ستم کیا جا رہا ہے اُن کو مارا پیٹا جا رہا ہے، جب یہ آیتیں آئیں اُن کے لیے اور یہ آیتیں سنیں کتنی بڑی تسلی ہوئی کہ جبکہ اُن کے ساتھ اُن کا نبی بھی نہیں تھا تمہارے ساتھ تمہارا نبی بھی ہے علیہ الصلاۃ والسلام (افضل الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام)۔ اللہ تعالیٰ اگر اُن کو اتنی بڑی کرامت سے 309 سال سلا سکتا ہے اور یہ خاص کرامت اُن کے لیے ہے تو اللہ تعالیٰ کیا آپ کو اُن کے ظلم و ستم سے نجات نہیں دے سکتا؟! دے سکتا ہے؛ اور یقیناً جیسے یہ غالب ہوئے تھے اور ثابت قدم رہے تم لوگ بھی غالب رہو گے ثابت قدم رہو گے کچھ نہیں تمہارا اُبگاڑ سکتے۔

تسلی ہوئی کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)، اصل مقصد یہ ہے اصل بات یہ ہے۔

اور اُن کے بعد میں اور ہر زمانے میں جو اس کوالٹی (Quality) کے لوگ ہوں گے نا وہ ہمیشہ کامیاب رہیں گے، بس بات کوالٹی (Quality) کی ہے کہ آپ کے دل میں ایمان کتنا مضبوط ہے آپ توحید اور سنت پر قائم ہیں کہ نہیں، توحید اور سنت کتنی مضبوط ہے، اللہ تعالیٰ کے احکام پر کیسے عمل کرنے والے ہو اصل بات یہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاْىءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝﴾ (اور ہر گز کسی کام کو نہ کہنا کہ میں کرنے والا ہوں یا کل کروں گا) (الکھف:23)۔

﴿اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ (اِلّا یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے (یعنی ان شاء اللہ کہیں)) ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ﴾ (اور اپنے ربّ کا ذکر کر و یاد کرو (یہ کہہ کر ان شاء اللہ)) ﴿اِذَا نَسِيْتَ﴾ (جب آپ بھول جائیں) ﴿وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّىْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝﴾ (اور کہو مجھے امید ہے کہ میرا ربّ مجھے ہدایت دے اور اس سے بہت زیادہ قریب کی بھلائی کی ہے (تاکہ میں بھلائی کے زیادہ قریب ہو جاؤں اپنے ربّ سے دعا کرتے رہیں)) (الکھف:24)۔

اور یہ مسنون طریقہ ہے کہ آپ اگر کوئی کام کرنا چاہتے ہیں فیوچر (Future) میں تو آپ کو کیا کہنا چاہیے؟ "ان شاء اللہ" آپ کو کہنا چاہیے، اگر آپ بھول بھی جاتے ہیں جب آپ کو یاد آئے تو آپ ان شاء اللہ کہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ہدایت کی دعا کرتے رہیں اور جو بھی سلامتی کا راستہ ہے اور کیونکہ سلامتی کا راستہ سنت سے جڑا ہوا ہے تو سنت پر عمل کرنے کی آپ ہمیشہ دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ راہِ راست بھی اور بھلائی بھی آسان کر دے گا اور قریب کر دے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَبِثُوْا فِىْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝﴾ (اور وہ غار میں 300 رہے اور ان سے زیادہ 9 سال (یعنی 300 سالوں سے بڑھ کر 9 سال، یعنی 309 سال)) (الکھف:25)۔

﴿قُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا لَبِثُوۡا﴾ (کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ کتنی مدت ٹھہرے)﴿لَهٗ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ﴾ (اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کا غیب ہے)﴿اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ﴾ (کیا خوب وہ دیکھتا ہے اور کیا خوب وہ سنتا ہے (یعنی یہ باتیں آپ لوگوں کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کیسے کتنا خوب دیکھتا ہے کتنا خوب سنتا ہے))﴿مَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّلِىٍّ﴾ (اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست کوئی مددگار نہیں ہے)﴿وَّلَا يُشۡرِكُ فِىۡ حُكۡمِهٖۤ اَحَدًا ۝٢٦﴾ (اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا)(الکھف:26)۔

اللہ تعالیٰ کی سمع اور بصر کی صفت یہاں پر ثابت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے صفات کے منکرین ہیں یہاں پر واضح ہے؛ ایک سمیع البصیر ہے کہ نام بھی ہے صفت بھی ہے اور یہاں پر ہے﴿اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ﴾ کہ اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہے اور خوب سنتا ہے یہ بھی لوگوں کو بتانا ہے سمجھانا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اصل بات یہ ہے۔

﴿وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پڑھیں جو آپ کی طرف آپ کے ربّ کی کتاب کی وحی کی گئی ہے (یعنی قرآن مجید کی آیات اور دیگر جو احکامات ہیں اور پیغامات ہیں))﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ﴾ (اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کلمات کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا)﴿وَلَنۡ تَجِدَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مُلۡتَحَدًا ۝٢٧﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پناہ گاہ نہ پاؤ گے (کوئی پناہ نہیں دے گا اللہ تعالیٰ کے سوا))(الکھف:27)۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، صحابہ کے لیے اور تمام مومنین کے لیے اگر وہ کسی مشکل میں ہیں کسی پریشانی میں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ پناہ کی دعا مانگتے رہو۔

﴿وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ﴾ (الکھف:28) :اب دیکھیں یہ چند احکامات کس کے لیے ہیں اس قصے کے بعد؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہیں افعال اُمر ہیں سارے:

﴿وَاصۡبِرۡ﴾:اور صبر کریں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!۔﴿نَفۡسَكَ﴾ :اپنے آپ کو۔

﴿مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ﴾:ان لوگوں کے ساتھ صبر کریں جو اپنے ربّ کو پکارتے رہتے ہیں۔

﴿بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ﴾: صبح اور شام (توحید پر قائم ہیں ربّ کو پکارتے رہتے ہیں دعا کرتے رہتے ہیں جو آپ کے ساتھی ہیں)۔

﴿يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ﴾ : یہ سب کیوں کرتے ہیں؟ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں "اخلاص"۔

﴿وَلَا تَعۡدُ عَيۡنٰكَ عَنۡهُمۡ﴾:اور تمہاری آنکھیں اُن سے نہ پھریں (سبحان اللہ)۔

﴿تُرِيۡدُ زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا﴾:کہ تم زندگی کی آرائش کے طلب گار ہو جاؤ۔

خاص احکامات ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص لوگوں کے تعلق سے کہ اپنی آنکھوں کو نہیں پھیرنا اُن سے اپنی نگاہ کرم رکھنی ہے ہمیشہ، مد نظر رکھنا ہے اُن کے معاملات اور اُن کے حالات کو، اور دنیا کی جو زیب اور زینت ہے آپ اُن کے طلب گار یا طلب کا ارادہ نہ رکھیں۔

﴿وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا﴾: اور اُس کا کہا مت مانو جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

﴿وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ﴾: اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑ گیا ہو۔

﴿وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا ۝۲۸﴾: اور اُس کا کام حد سے بڑھا ہوا ہو (یعنی حدیں اُس نے پار کر دی ہیں)۔

اصل معاملہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو سردار تھے وہ اکثر آیا کرتے تھے اور کہتے دیکھیں آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے کل یہ غلام تھے ہم اِن کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اِن کے ساتھ ہم بیٹھیں اُٹھیں، یہ تو ہماری شان کے منافی ہے! اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم اسلام کو قبول کریں تو اِن کو ہم سے ذرا دور رکھیں اِن کی کوئی حیثیت نہیں ہے ہمارے سامنے! (کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟ صحابہ کرام کے بارے میں)۔

ایک تو جوان ہیں بڑی عمر کے ہیں نہیں، کوئی اثر ورسوخ ہے نہیں اِن کا اور پھر اکثر تو وہ ہیں جن کو آزاد کیا ہوا ہے غلام تھے پھر یہ ہمارے ساتھ کیسے اُٹھ سکتے ہیں بیٹھ سکتے ہیں؟! جس مجلس میں ہم بیٹھتے ہیں یہ ہمارے ساتھ آکر بیٹھیں گے برابر ہوں گے یہ نہیں کر سکتے ہم! تو جب ہم آئیں اِن کو کہیں یہ اُٹھ جائیں، جب آپ ہم سے بات کرنا چاہیں اُن کو اُٹھا دیا کریں؛ تو یہ بات جو ہے چل رہی تھی اللہ تعالیٰ کے دیکھیں خاص احکامات اپنے خاص بندے پر:

(۱)﴿وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ﴾: پہلے صبر کرنے کا حکم دیا کہ آپ نے صبر کرنا ہے اِن صحابہ کے ساتھ جن سے تمہیں یہ لوگ روک رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اِن کو یہاں سے اُٹھا دیا کریں۔

اِن کی اصل میں حالت کیا ہے یہ لوگ کون ہیں پہچان کیا ہے؟﴿يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَالۡعَشِىِّ﴾: صبح وشام ربّ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں دعا کرتے رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اِن کو اُٹھا دیں یہاں سے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

(۲) آپ نے صبر کرنا ہے اِن کے ساتھ صبر کرنا ہے کیوں؟﴿يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ﴾: مخلص لوگ ہیں یہ، اخلاص کی بنیاد پر توحید کی اساس پر اتباع سنت کرنے والے ہیں آپ کے ساتھی ہیں آپ کی بات سننے والے ہیں، اپنی نگاہیں اِن سے مت پھیریں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اتنا ساتھ قریب ہو جائیں؛ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں اُن کو اُٹھا دیں آپ نے نظریں اِن سے نہیں ہٹانی اُن کی تو یہ دور کی بات ہے کہ آپ سوچیں کہ یہاں سے اُٹھ کر چلے جائیں (سبحان اللہ)۔

(۳) اور دنیا میں اگر یہ آپ کو پہنچا سکتے ہیں کوئی بھلائی یا خیر تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ بھی اسلام قبول کر لیں گے

-

یعنی اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں چاہتے تھے کہ یہ سردار بھی اسلام قبول کر لیں؟(۱) تقویت ہو گی دعوت اور توحید کو۔(۲)اور پھر ان کے اوپر جو ظلم وستم ہے یہ بھی رُک جائے گا نا؛اصل مقصد یہ تھا اور اُن کی دنیا آسان ہو جائے گی۔

نہیں! چھوڑیں دنیا کو آپ یہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں معاملات اِن کے کامیابی اللہ تعالیٰ دے گا حفاظت بھی اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

﴿وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا﴾:اب کچھ صحابہ کرام کی چند کوالٹیز (Qualities) اور خصوصیات بیان کی ہیں کہ اب اِن کی جو آپ سے یہ بات کریں گے کہ اِن کو اُٹھا دیں یہاں سے وہ لوگ کون ہیں؟ یہ وہ ہیں اِن کی بات مت مانیں جن کے دل کو ہم نے غافل کر دیا ہے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

وہ صبح وشام پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور ان کا دل ہی غافل ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور ہم نے اپنے ذکر کو اِن کے دلوں سے بھلا دیا ہے نکال دیا ہے کیونکہ ہیں یہ اس قابل کیونکہ اخلاص نہیں ہے "وَجه الله" نہیں ہے اتباع سنت نہیں ہے توحید نہیں ہے، جب یہ ساری خصلتیں نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ توفیق بھی نہیں دیتا تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کو غافل کر دیا اپنے ذکر سے۔

وجہ کیا ہے؟﴿وَاتَّبَعَ هَوٰٮهُ﴾:کیونکہ اپنی خواہش نفس کے تابع ہیں اور وہ اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے والے ہیں مخلص ہیں؛اب مخلص اور خواہش نفس کی پیروی کرنے والے کہاں برابر ہو سکتے ہیں؟!

﴿وَكَانَ اَمۡرُهٗ فُرُطًا﴾:اور ان کے سارے کے سارے معاملات جو ہیں یعنی حد پار کر لی ہے اور اُن کے سارے معاملات جو ہیں بگڑ گئے ہیں۔ بگڑے معاملات والے یہ حد پار کرنے والے لوگ کہاں اور وہ میرے پیارے کہاں! خاص تعلیمات ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

یہاں پر رُکتے ہیں اگلے درس میں ان شاءاللہ میں بیان کروں گا کہ اصل بات کیا ہے؟ یہ بھی نہیں ہے کہ کون کتنا اثر ورسوخ والا ہے کون کتنا طاقت والا ہے کیا کسی کے پاس کیا پاور ہے اصل بات ہے کہ حق کی پیروی کرنے والا کون ہے اور یہاں سے اگلے درس کا آغاز کریں گے: ﴿وَقُلِ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ﴾ (الکھف:29) یہاں سے ان شاءاللہ آیات کی تفسیر کریں گے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 02-018:سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات:28-9) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio